اس کے مصنف کو مفسرین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ مجھے اس تفسیر کا پہلا حصہ لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانہ میں مل گیا ہے۔ ہندوستان کے کسی اور کتب خانہ کی فہرست میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ باہر کی فہرستوں میں بھی صرف انڈیا آفس کی اس فہرست میں اس کا نام آتا ہے جس کو آٹو لوتھ صاحب (OTTO LOTH) نے ۱۸۷۷ء میں شائع کیا ہے، مگر وہ بھی پورے یقین کے ساتھ اس کو سید محمد گیسو دراز کی تصنیف نہیں کہتے ہیں۔ اس فہرست کے مطابق مخطوط ع۱۰۹، ع۱۱۰ اور ع۱۱۱ غالباً تفسیر ملتقط کے اجزاء ہیں۔ مخطوط ع۱۰۹ کے نہ تو مصنف کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی کتاب کا صحیح نام معلوم ہوتا ہے، آخر میں یہ عبارت درج ہے:

"تمت تمام شد ھذا الکتاب الحقائق من تفسیر سمہات (؟)"[۱]

فہرست کے مرتب کا خیال ہے کہ "الحقائق" کتاب کا اصل نام نہیں ہے بلکہ اندر کی عبارت ہی سے ماخوذ ہے، اس کے بعد انھوں نے لکھا ہے کہ تفسیر عام طور سے تین عنوانات کے تحت بیان کی گئی ہے۔

(۱) حقائق (۲) لطائف اور (۳) الملتقط۔ یہ نسخہ اٹھارویں سورۃ تک ہے ——— دوسرا مخطوط ع۱۱۰ بھی اس تفسیر کی نقل ہے لیکن مخطوط ع۱۰۹ کے مقابلہ میں زیادہ خراب حال میں ہے، شروع اور آخر کے اوراق بھی کافی کم ہیں۔ اس کے آخر میں "اجزاء تفسیر ملتقط" لکھا ہے ——— تیسرا مخطوط ع۱۱۱ اسی تفسیر کا دوسرا حصہ ہے اور انیسویں سورۃ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں بیچ کا کچھ حصہ غائب ہے۔ اس کے آخر کی عبارت یہ ہے:

"تفسیر ملتقط نصف آخر تصنیف سید محمد حسینی کیسو دار"[۲]

اس کا انداز بھی پہلے اور دوسرے مخطوطہ کا سا ہے، یہاں بھی فہرست کے مرتب کو شبہ ہے کہ کتاب کا اصل اور صحیح نام کیا ہے۔ چوں کہ گیسو دراز صحیح نہیں پڑھا جا سکا ہے اس لئے یہ شبہ بھی ہوا ہے کہ یہ کبوذانی بھی ہو سکتا ہے، کبوذان نیشاپور میں ہے۔[۳]

مجھے اس تفسیر کا پہلا حصہ جو ناصریہ کتب خانہ لکھنؤ میں ملا ہے اسے اور اس فہرست کو دیکھنے کے بعد یقین ہے کہ یہ سب سید محمد گیسو دراز کی تفسیر ہی کے اجزاء ہیں، کتب خانہ ناصریہ میں جو نسخہ ہے اس کے پہلے صفحہ پر دو مہریں ہیں "الملک للہ" اور دوسری "حامد حسین" شروع کے کچھ صفحات غائب ہیں، عبارت "فقال رب ارنی".

---

[۱] یہ لفظ اسی طرح سے لکھا ہے۔ [۲] اسی طرح سے لکھا ہے۔ [۳] فہرست انڈیا آفس، مرتبہ لوتھ ص۲۲ ع۱۱۱۔

(سورۂ بقر کے خاتمہ سے ذرا پہلے) سے شروع ہوئی ہے، اور اٹھارویں سورۃ (یعنی سورۂ کہف) کی آیت "قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا الخ کی تفسیر پر ختم ہوئی ہے۔ خاتمہ کی عبارت یوں ہے:

"ای لا تنفذ معانی کلمات اللہ لانہ لا نہایۃ لھا لان متعلقات القدیم لانہایۃ لمعلومات الحق سبحانہ ومقدراتہ، تم بعون اللہ الملک الوھاب"

اس طرح سے یہ نسخہ انڈیا آفس کے مخطوطہ ۱۰۹ سے مل جاتا ہے، دونوں ہی اٹھارویں سورۃ تک ہیں، اس نسخہ کا اندازِ بیان بھی وہی ہے جو انڈیا آفس والے نسخہ کا ہے، یعنی حقائق، لطائف اور الملتقط کے عنوانوں کے تحت تفسیر بیان کی ہے۔ مخطوطہ ۱۱۱ کا انداز بھی یہی ہے لیکن وہ زیادہ خراب حالت میں ہے، آخر میں" اجزار تفسیر ملتقط" لکھا ہونا بھی میرے دعوے پر ایک دلیل ہے۔ کیوں کہ تفسیر کا یہی نام بتایا جاتا ہے ۔ اس طرح سے مخطوطہ ۱۱۱ اسی تفسیر کا دوسرا حصہ ہے جسے فہرست کے مرتب نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔ اندازِ بیان کی یکسانیت اور آخر کی عبارت جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اسے سید محمد گیسو دراز کی تصنیف ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

زیرِ نظر نسخہ کا اندازِ بیان انڈیا آفس والے نسخوں کا سا ہی ہے۔ پہلے تو آیت اور اس کی ضروری تشریح بیان کر دیتے ہیں اس کے بعد" الملتقط" کے تحت اس کی مکمل تفسیر ہوتی ہے جس میں الفاظ و معانی پر پوری طرح سے بحث کرتے ہیں، اس کے بعد" حقائق" کے تحت لفظی حقیقت اور معنوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کہیں کہیں پر اشعار بھی بطور ثبوت کے پیش کرتے ہیں،" لطائف" کے تحت الفاظ یا ان کی تشریح سے متعلق اگر کوئی واقعہ یا قصہ ہوتا ہے تو اسے بیان کرتے ہیں۔

ان کے تفسیری اندازِ بیان کو سمجھنے کے لئے ذیل کی چند عبارتیں کافی ہوں گی،

سورۃ الحجر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح یوں کرتے ہیں :

" سقطت الف الوصل من کتابۃ بسم اللہ ولیس لاسقاطھا سبب وزید فی شکل الباء۔ من بسم اللہ ولیس لزیادتھا علۃ یعلم ان الاثبات والاسقاط بلا علۃ فلم یقبل من قبل لاستحقاق وعلۃ ولا رد من رد لا ستیجاب وعلۃ فان

قیل العلة فی اسقاط الالف فی بسم الله کثرة الاستعمال فی کتابتها اشکل الباء من بسم الله زید فی شکلها وکثرة الاستعمال موجود فان قیل للعلة فی زیادة شکل الباء برکة اتصالها ببسم الله اشکل بحذف الف الوصل لان الاتصال فیهما موجود فلم یبق الا ان الاثبات والنفی لهما علة یرفع من یشاء ویمنع من یشاء"

اسی طرح سے سورۃ النحل میں "اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ" کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

"الاستعجال عند عدم السکنة واصحاب السکینة لا استعجال لهم فالواجب علی العبد ترك الاستعجال للامور، فاصحاب التوحید لا یستقبلون شیئاً باختیارهم لانه سقط عنهم الارادات والمطالبات وهم جامدون تحت جریان تصریف الاقدار فلیس لهم ایثار ولا اختیار فلا یستقبلون الامر واذا املوا شیئاً واجزوا بحصول شیٔ فلا استعجال لهم بل شأنهم التانی والتثبت والسکون واذابدا من التقدیر حکم فلا استقبال لهم لا یرد علیهم بل یتلقون مفاجاة التقدیر بوجه ضاحك ویقبلون ما یبدو من الغیب من الرد والقبول والمنع والفتوح بوصف الرضا ویحمدون الحق علی ذالك سبحانه وتعالی"

شہد کا ذکر قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر ہے، اس کی تعریف و توصیف اور اس کی افادیت کا تذکرہ بھی ملتا ہے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فیه شفاء للناس" اس کی تفسیر یہ کی ہے:

"ومعنی قوله فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ عَلٰی ما علیه ظاهر التفسیر العسل انه ادام لطیف لذیذ به یتلذذ المرء ویجد الراحة فی القلب لحلاوته ولاجله یسمی السکر بابی الشفاء وبه یتقوی ترکیب النفس ویزید فی الباة وغیرها من المنافع وان العسل دواء لکل داء الا انه یدبر فی بعض الامراض بتدبیر

حسن یرکب و یخمر و فی بعض الامر احق یعطی مغز دا یسکن الصفراء اذا جعلته سکنجبنا و یصفی الدم اذا جعلته شربة بالماء القراح وکذالک یقطع البلغم اذا مزجته بالفلفل وغیرہ من الحار ل وتنقی السوداء اذا اختلط بماء القرع"

غرض اسی طرح سے تمام آیات کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ضروری باتوں کی تشریح و توضیح بھی کرتے ہیں۔ اور جو بھی فوائد اس سے نکلتے ہیں ان کو بھی بیان کردیتے ہیں، یہ تفسیر اپنے انداز کی اچھی ہے، مگر اس میں انھوں نے قرآنی آیات کی توضیحات سے زیادہ الفاظ اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے بحث کی ہے۔

سید محمد گیسودراز چوں کہ ایک زبردست صوفی بزرگ تھے اس لئے قدرتی طور پر یہ خیال ہوتا تھا کہ ان کی تفسیر میں صوفیانہ رنگ زیادہ ہوگا، لیکن ایسا نہیں ہے بس ایک آدھ جگہ پر اس کی جھلک سی آگئی ہے۔ ورنہ انھوں نے سیدھے سادے انداز میں باتیں بیان کی ہیں جو ایسے لوگوں کے لئے زیادہ کارآمد اور مفید ہیں جن کو زبان سے دلچسپی اور مسائل سے شغف ہے۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کے پیر و مرشد نے انھیں علمی کاموں میں زیادہ لگے رہنے کی تاکید کی تھی۔ اس کے مطالعہ سے علمی فائدہ تو یقیناً ہوسکتا ہے لیکن جہاں تک فہم قرآنی کا تعلق ہے کچھ بہت زیادہ مفید نہیں ہے۔ فنونِ عربی کے مختلف علماء کی کتابوں کے حوالے بھی جابجا مل جاتے ہیں۔ مثلاً حریری، واسطی اور خازن وغیرہ کی عبارتیں اور اقوال نقل کئے ہیں۔ کسی کسی جگہ پر دوسری تفاسیر کا نام بھی لے لیتے ہیں۔

بہر حال یہ تفسیر اس نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے کہ اس میں ایک عظیم بزرگ کی علمی کاوشوں کا سرمایہ اکٹھا ہے جو اس کی بزرگی کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی صلاحیتوں اور اعلیٰ دماغی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

کتابتِ حدیث

حدیثوں کی ترتیب و تدوین کی تاریخ پر ایک جامع مقالہ

مؤلفہ: مولانا سید منت اللہ شاہ صاحب رحمانی

(سجادہ نشین خانقاہِ رحمانی مونگیر)

قیمت: 1/25

مکتبۂ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

دیارِ غرب کے مشاہدات وتاثرات

(۱۰)

سعید احمد اکبرآبادی

لیکن مذہب اور اس کے اہتمام سے متعلق اوپر جو کچھ کہا گیا ہے آپ اگر اُس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بس وہاں سب طرح خیریت ہے تو بے شبہ یہ نتیجہ سرتاسر غلط ہے، نہیں بلکہ جرم کوشی، اخلاقی انحطاط اور معصیت پسندی وہاں بھی ہے اور بعض حیثیتوں سے شدید تر، وہاں چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات بھی ہوتے ہیں اور اغواء وقتل کے بھی، شراب کھلے بندوں پینے کی ممانعت ہے، لیکن جگہ جگہ مے خانے (TAVERN) موجود ہیں، نائٹ کلب ہیں۔ اور خاص خاص رستوران جنھوں نے دختر رز کے رکھنے اور سپلائی کرنے کا لائسنس لے رکھا ہے، شہر میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، لوگ یہاں جاتے ہیں اور من مانی کرتے ہیں، ایک ایک چیز کو بیان کرنے سے کیا فائدہ؟ مونٹریل کا ایک مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار "دی گزٹ" بھی ہے، یہ روزنامہ ہے، اس کی ۲۴ر اپریل ۶۳ء کی اشاعت میں مونٹریل ڈسٹرکٹ کے خاص سرکاری وکیل کے نائب کلاڈ وگنر کا کناڈا میں جرائم سے متعلق، اسی عنوان سے ایک بیان شائع ہوا تھا۔ ہم ذیل میں پوری خبر کا ترجمہ بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

اخبار لکھتا ہے:

"مسٹر کلاڈ وگنر نے کناڈا میں جرائم کی حالت پر بیان دیتے ہوئے یہ اعلان کرکے سب کو حیرت میں ڈال دیا کہ اب یہ جرائم ہر ایک کا مشغلہ بن گئے ہیں، مسٹر وگنر نے چند الفاظ اُن لوگوں کی نسبت بھی کہے ہیں جو آج کل مونٹریل میں تشدد کی تباہ کن تحریک چلا رہے ہیں اور اس کی

سربراہی کر رہے ہیں۔[1] اگر تم تشدد کروگے تو تم کو اُس کے جواب میں تشدد ہی ملے گا۔ میں ان تشدد کے حامیوں کو خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ اگرچہ پانی سر سے اونچا جا چکا ہے، مگر وہ اب بھی باز آجائیں، ورنہ انہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی، اور اُس وقت اُن کا یہ کہنا کوئی فائدہ نہ دے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اُن کے منشا، اور قصد و ارادہ کے بغیر ہوا ہے، بہرحال میرا خیال ہے کہ دہشت پسندوں کے خلاف ہماری جنگ بڑی سخت اور صبر آزما جنگ ہوگی، جرائم کے خلاف جنگ کرتے ہیں

آج ملک میں مسلح ڈاکوؤں کے نہایت منظم گروہ موجود ہیں، جو ڈاکہ زنی بطور ایک پیشہ کے اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کے پاس ہتیار اور میگزین ایسے عمدہ قسم کے ہیں کہ گویا کے حملہ آوروں کو ان پر رشک آسکتا ہے۔ الکحل اور دوسری ممنوع مشروبات کی ناجائز درآمد و برآمد اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اگر اس کاروبار پر جو نفع ہوتا ہے اُس پر ٹیکس لگا دیا جائے تو گورنمنٹ کے بجٹ میں جو خسارہ ہوتا ہے وہ بالکل نہ ہو۔ ایسے بڑے بڑے لوگ یہاں جوا کھیلتے ہیں کہ اگر پبلک کو اُن کے نام بتا دیئے جائیں تو وہ غرقِ حیرت ہو کر رہ جائیں۔ چوری کرنے والوں کا یہاں باقاعدہ اپنا ایک وسیع نظام قائم ہے، چور کاروں کی چوری کرتے ہی فوراً انہیں اُن پیشہ ور

---

[1] کناڈا میں فرانسیسی اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن کیوبک کے صوبہ میں اُن کی تعداد بہت بڑی ہے اور چونکہ ان لوگوں کو اپنی زبان اور اپنے کلچر کے ساتھ بڑا لگاؤ اور ان کی وجہ سے یک گونہ احساس برتری ہے، اس بنا پر بہت دنوں سے انھوں نے ملک کی تقسیم کی تحریک جاری کر رکھی ہے، اس تحریک میں کبھی کبھی اُبال آجاتا ہے تو جیسا کہ عام طور پر اس طرح کی تحریکوں میں ہوتا ہے یہ لوگ تشدد پر اُتر آتے ہیں اور اِدھر اُدھر بم پھینکنے اور آگ لگنے کے واقعات ہونے لگتے ہیں، چنانچہ میرے وہاں کے قیام کے آخری دنوں میں اسی قسم کے واقعات کثرت سے ہو رہے تھے۔ وگنر کے بیان میں "تشدد کی تحریک" سے یہی مراد ہے ملک کی سرکاری زبان انگریزی اور فرانسیسی دونوں ہیں۔ البتہ یونیورسٹیاں اور کالج اُن کا حال یہ ہے کہ کہیں ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے تو کہیں فرانسیسی۔

لوگوں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جو اُن کاروں کو کھول کھال اور پُرزے ادل بدل کر کے اُس کی مشین اور شکل و صورت جھٹ پٹ اس طرح بدل دیتے ہیں کہ مالکوں کے لئے اُن کا شناخت کرنا ناممکن ہو جاتا ہے، اس جماعت کا حال ہی میں بڑی تحقیق اور جد و جہد کے بعد سراغ لگا ہے یہ لوگ بڑے ڈھیٹ ہیں اور ان کا دائرہ عمل وسیع ہوتا جا رہا ہے۔"

علاوہ ازیں یہاں کے سفید فام غلاموں اور عصمت فروش عورتوں کی کہانی اگر بیان کی جائے تو سننے والوں کو بڑا اچنبھا ہوگا۔ مسٹر وگنر نے اپنے بیان کے ختم پر کہا کہ

"حکومت اور پولیس کے مختلف شعبوں کی انتھک اور مسلسل کوششوں کے باعث جو مجرم عدالت میں پیش ہوئے ہیں، میرے علم کے مطابق ان میں کثرت سے ایسے بھی لوگ تھے جو خود ان جرائم کے ارتکاب کے اصل ذمہ دار نہیں تھے، آج جرم کوشی کا فن اس طرح منظم ہو گیا ہے کہ اب وہ ایک عام بڑا مشغلہ بن گیا ہے۔"

خود ہمارے انسٹیٹوٹ میں ٹائپ رائٹر کی چند مہینوں کے فصل سے دو مرتبہ چوری ہوئی اور وہ بھی شب میں نہیں، دن میں جبکہ انسٹیٹوٹ کھلا ہوا تھا اور ہم سب وہاں موجود تھے، ہولڈ اپ (HOLD UP) کے واقعات تو اخبار میں آئے دن آتے رہتے تھے، یعنی مسلح ڈاکوؤں کا ایک گروہ اچانک کسی بنک یا دکان پر حملہ آور ہوا۔ دو چار ملازم یا چوکیدار جو وہاں موجود ہوئے ان کو پکڑا باندھا، یا مار پیٹ کے ادھ مرا کیا اور سیف کھول، جو کچھ نقدی ہاتھ لگی اسے لے چمپت ہوئے، اس سلسلہ میں ایک مرتبہ میں نے یہ واقعہ بڑی دل چسپی سے پڑھا کہ اسی طرح کے ڈاکوؤں کا ایک گروہ کسی دکان میں داخل ہوا اور چاہتا تھا کہ آگ لگائے۔ لیکن دکان کے ملازم سے بات کرنے پر انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ دکان انشورڈ نہیں ہوئی ہے تو فوراً دکان کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہونچائے بغیر باہر چلے گئے۔ مونٹریل نہایت حسین، آراستہ و پیراستہ اور منظم شہر ہے۔ لیکن اس کے بعض علاقے ایسے ہیں جن کے متعلق میرے بعض مقامی دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ رات کو نو بجے کے بعد میں ادھر تنہا نہ جاؤں، میرے عزیز دوست حبیب اللہ خاں صاحب نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ مونٹریل میں ایک خاص ہسپتال ہے۔ جہاں بن بیاہی مائیں (UNWED MOTHERS)

جس پر اُس کی نظرِ انتخاب پڑجاتی ہے اسے بلاکر اسٹیج پر بٹھا لیتی ہے اور تصور یہ کرتی ہے کہ وہ شاہ فاروق ہے۔ اور شاہ فاروق کی موجودگی میں رقص کے وقت جو حرکات و سکنات کرتی ہوگی وہ سب بے دھڑک کرتی ہے۔ مجمع ان حرکات پر کبھی قہقہے لگاتا ہے اور کبھی چیر ز دیتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے وہاں قیام کے زمانہ میں اخبارات میں پڑھا کہ کسی پادری نے فوزیہ کے خلاف اس بات کا استغاثہ عدالت میں دائر کیا تھا کہ اُس کا رقص بے حد عُریاں اور مخرب اخلاق ہوتا ہے، اس لئے اسے ممنوع قرار دیا جائے، مقدمہ چلا۔ آخر کئی پیشیوں کے بعد جج نے کہا کہ وہ رقص جو کلب میں ہوتا ہے اسے میں خود دیکھنا چاہتا ہوں۔ فوزیہ جج کے سامنے عدالت میں رقص کرنے پر آمادہ ہوگئی، لیکن یہاں رقص اس انداز سے کیا کہ جج نے دعویٰ خارج کر دیا۔

لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے کی وہاں جو آزادی ہے وہ تو ہے ہی اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہاں فلمی انداز کا ایک ہفتہ وار میگزین شائع ہوتا ہے (اس کا نام اس وقت ذہن سے اُتر رہا ہے) مجھے اس قسم کے میگزینوں سے طبعاً وحشت ہوتی ہے، اس لئے خریدا تو کبھی نہیں، البتہ کسی دوست کے پاس دیکھا تو اُن سے لے کر کبھی کبھار یونہی ایک سرسری نظر ڈال لی۔ تاکہ یہ معلوم رہے کہ اُس میں کس قسم کے مضامین ہوتے ہیں۔ کُل مدتِ قیام میں اس میگزین کو تین چار مرتبہ دیکھنے کی نوبت آئی ہوگی، اور ہر مرتبہ یہ دیکھ کر دُکھ ہوا کہ اُس میں جہاں فلم سٹاروں کی حیا سوز تصویریں، عُریاں افسانے اور مخرب اخلاق داستانیں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔ اس قسم کے اشتہارات بھی کثرت سے ہوتے تھے کہ میں فلاں شہر میں چند ماہ کے لئے بغرض تبدیلیٔ آب و ہوا جا رہا ہوں، اس مدت کے لئے مجھے ایک گرل فرینڈ (آنسۂ مونسہ) درکار ہے۔ جس میں یہ یہ خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ہر طرح کے اخراجات کے علاوہ اتنے ڈولر ماہانہ نقد بھی دیئے جائیں گے، اس مدت میں اک ساتھ رہنے سے دونوں کو ایک دوسرے کی طبیعت، مزاج اور کردار کا اندازہ ہو جائے گا۔ اگر موافقت ہوئی تو دونوں شادی کرلیں گے ورنہ الگ ہو جائیں گے۔ بعض اشتہارات میں یہی ہوتا تھا کہ میں (مثلاً) نیویارک یا فلاڈلفیا جا رہا ہوں۔ کار میں آنا جانا اور دو تین دن وہاں

ٹھہرنا ہوگا۔ اس سفر کے لئے ایک رفیقۂ راہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح وہاں مردوں کو گرل فرینڈ کی تلاش ہوتی ہے، اسی طرح لڑکیوں کو بوائے فرینڈ (مردِ ہمدم) کی جستجو ہوتی ہے۔ چنانچہ اشتہارات ان کی طرف سے بھی ہوتے ہیں، لیکن نسبتہً بہت کم!

آپ نے کورٹ شپ کا نام تو سنا ہوگا، لیکن مذکورۂ بالا شکل کورٹ شپ کی نہیں بلکہ درپردہ عصمت فروشی کی ہے، مشرقی ملکوں میں کوٹھے پر بیٹھنے والیوں کا جو کھلے بندوں عام رواج رہا ہے اور بعض ملکوں میں قانوناً اب بھی جائز ہے۔ مغربی ملکوں میں غالباً اس طرح علانیہ عصمت فروشی قانوناً تو جائز نہیں ہے لیکن گندے پانی کی ایک نالی اِدھر بند ہوئی اور دوسری دسیوں نالیاں دوسری طرف کھل گئیں۔ پہلے اس رسوائے زمانہ کو طوائف یا رنڈی (PROSTITUTE) کہتے تھے مگراب تہذیب نے اس کا نام سوسائٹی گرل (دوشیزۂ عوام) رکھا ہے۔ پہلے یہ کوٹھوں یا کوٹھریوں میں نظر آتی تھی۔ اب اسے شراب خانوں، ہوٹلوں، یا نائٹ کلبوں میں اور کبھی پارکوں میں جھٹپٹے وقت یا سینماؤں میں شو کے اختتام پر دیکھا جاسکتا ہے۔

بہرحال ابھی اوپر اشتہارات کے سلسلہ میں جس گرل فرینڈ کا ذکر آیا ہے۔ عام طور پر یہ اسی قسم کی گری پڑی اور آبرو باختہ لڑکیاں ہوتی ہیں جو کسی کارخانہ میں، دفتر میں، دکان پر، ریستوران یا کلب میں ملازم ہوتی ہیں اور ضمنی ذریعۂ آمدنی (SIDE BUSINESS) کے طور پر دلجوئی و دل داری (دل ستانی و دلبری نہیں) کا یہ مشغلہ بھی رکھتی ہیں۔ یہ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہوتی ہیں، ان کے سرے سے ماں باپ ہی زندہ نہیں ہوتے۔ جو اُن کی نگرانی کریں اور اگر ہوتے ہیں تو دیوث قسم کے! بہرحال یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہاں کی سوسائٹی میں ان لڑکیوں اور ان کے لئے اشتہار دینے والوں کو اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس سے ایشیا میں کسبی اور اُس کے "شائقین" کو دیکھا جاتا ہے۔

رہا کورٹ شپ! تو اس کا ہرگز اس قسم کی اشتہار بازی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے ہاں جسے منگنی کہتے ہیں مغرب میں اسے ENGAGEMENT یعنی بندھن کہتے ہیں، اس

بندھن کے بعد لڑکے اور لڑکی دونوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں، شام کو ٹہلنے یا سینما وغیرہ جائیں، ساتھ اٹھیں، بیٹھیں اور کھائیں پئیں، لیکن یہ اجازت مطلق، نہیں مقید اور عام نہیں خاص ہوتی ہے۔ دونوں کو ایک ساتھ کسی جگہ شب بسر کرنے یا زیادہ دیر تک گھر سے غائب رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہر قوم دوسروں کے طور طریق زندگی کو اپنے معیار سے جانچتی اور دیکھتی ہے، اس لئے مشرق کا مذاق کورٹ شپ کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھ سکتا اور واقعی بات بھی یہی ہے۔ جہاں

"آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے ؛ ہم تمہارے تم ہمارے ہوگئے"

کا عالم ہو، جہاں نقاب اُٹھنے کے ساتھ لغزشِ قدم کا حادثہ پیش آجانے کا خطرہ رہتا ہو اور جہاں عشقیہ مثنویوں نے سماج کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی ہو کہ پتنگ بازی بھی ایک ذریعۂ نامہ رسانی اور پیروں، فقیروں کے مزارات پر میلے ٹھیلے خلوتیانِ راز کی ملاقات کی بہترین جگہ ہے۔ ظاہر ہے وہاں کے لوگ دو جوان لڑکے اور لڑکی کی مسلسل اور گھنٹوں معیت و یکجائی کو بغیر کسی دغدغہ اور اندیشہ کے کیوں کر گوارا کر سکتے ہیں۔ بہر حال کورٹ شپ میں لڑکے اور لڑکی کو آزادی ہوتی ہے۔ مگر محدود اور مشروط۔ اور اس کے خاص خاص آداب اور قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ لیکن یہ قواعد و ضوابط اور یہ آداب و شرائط کہاں اور کس جگہ نہیں ہوتے؟ اچھے، بُرے، شریف اور رذیل ہر جگہ ہوتے ہیں، کہیں کم کہیں زیادہ! یہاں تھوڑے وہاں بہت! سچ تو یہ ہے کہ جس نظر کو جستجو خوب سے خوب تر کی ہو وہ نہ مشرق میں ٹھہر سکتی ہے اور نہ مغرب میں! حسن اصل میں نام اعتدال کا ہے اور یہاں ایک جگہ افراط ہے تو دوسری جگہ تفریط۔ پس حسن تو مفقود ہی رہا ؎

زیں ہمرہانِ سستِ عناصر دلم گرفت

شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست

عام زندگی میں ہر شخص دیکھتا ہے مرد عورت کے درمیان کوئی کسی قسم کا باریک سا پردہ بھی حائل نہیں ہے، دفتروں، کارخانوں، دکانوں میں، سڑکوں پر اور بسوں پر، ہر جگہ دونوں ساتھ ساتھ اور دوش بدوش